۲

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نظم و نثر کو فہم کے ساتھ پڑھ کر مصنف/شاعر کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جوابات دے سکیں۔
- ہدایات، اشارات کے مطابق کسی نادیدہ اقتباس (منظوم/منثور) کی تفہیم/تنقید و تجزیہ/تبصرہ کر سکیں۔
- عمدہ سامع کے طور پر الفاظ، جملوں، مصرعوں، شعروں، نظموں، گیتوں وغیرہ کے تلفظ، آہنگ، لحن، لے اور ادائیگی سے شعوری طور پر لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنی رائے دے سکیں۔
- معلوماتی کتب، قاموس مترادفات، انٹرنیٹ، انسائیکلوپیڈیا یا لُغات وغیرہ سے حوالہ جاتی مواد تلاش کر کے برمحل استعمال کر سکیں۔
- منظوم یا منثور کسی بھی دو اصناف ادب یا اقتباسات کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے تبصرہ کر سکیں۔ (اصناف، موضوعات، پیش کش، ادبی محاسن، مصنف کا نقطہ نظر، زبان و بیان کا انتخاب اور قارئین پر اثرات کے لحاظ سے)
- نظم بہ لحاظ موضوع (حمد، نعت، ملی/قومی نغمہ، قصیدہ، ہجو، دعا/مناجات، منقبت، مرثیہ، مثنوی) کی شناخت کر سکیں۔

خاص الفاظ	مِدحت	خیرُ الاُمَم	اِذن	سپردِ قلم	جبّاو
	منحرِف	جادۂ رحمت	کتابِ حق	توفیق	ستم

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ کو معلوماتی کتب، قاموس مترادفات، انٹرنیٹ، انسائیکلوپیڈیا اور لغات وغیرہ سے حوالہ جاتی مواد تلاش کرنے کے حوالے سے رہ نمائی کریں تاکہ وہ خود بھی متعلقہ مواد تلاش کر کے برمحل استعمال کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو یہ سبق پڑھنے پہ مجبور نہ کیا جائے۔

پڑھیں

دِلوں کے ساتھ جبینیں جو خَم نہیں کرتے
وہ پاسِ مدحتِ خیرُ الاُمَم ﷺ نہیں کرتے

دعا بغیر، اِجازت بغیر، اِذن بغیر
ہم ایک لفظ سپردِ قلم نہیں کرتے

وہ کون سا کام ہے جو اللہ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں اس لیے ایمان والوں کو بھی کرنے کے لیے کہا گیا؟

www.ilmkidunya.com

کتابِ حق نے جنھیں مصطفیٰ ﷺ قرار دیا
جُز اُن کے اَور کوئی ذکر ہم نہیں کرتے

کریم ایسے کہ انعام کرتے جاتے ہیں
جوّاد ایسے کہ نعمت کو کم نہیں کرتے

جو اُن کے جادۂ رحمت سے مُنحرِف ہو جائیں
زمانے اُن کو کبھی محترم نہیں کرتے

میسر آتی ہے جن کو دُرود کی توفیق
کسی بھی حال میں ہوں کوئی غم نہیں کرتے

نظر میں طائف و مکہ رہیں تو ان کے غلام
جواب میں بھی ستم کے ستم نہیں کرتے

(شہرِ علم کے دروازے پر)

www.ilmkidunya.com

افتخار عارف (۱۹۴۳ء)

اصل نام افتخار حسین عارف اور افتخار عارف کے قلمی نام سے شہرت حاصل کی۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۳ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور تعلیم کے مختلف مراحل کی تکمیل بھی اسی شہر میں ہوئی۔ افتخار عارف عہدِ موجود کے سنجیدہ اور معتبر ترین شاعروں میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے اپنی شعری تخلیقات میں نہ صرف فنی پختگی اور ترفّع کا اظہار کیا ہے بلکہ کلام میں شگفتگی، نئے استعاروں کی تلاش اور اظہار میں انفرادیت کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ افتخار عارف کی شاعری کا مزاج اور ماحول، جسی تجربے اور ان تجربوں کے اظہار کا پیرایہ، دوسروں سے مختلف اور روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ اُن کے کلام کی یہی خوبی اُنھیں جدید اُردو شاعری کی توانا ترین آوازوں میں شامل کرتی ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کرنے والے افتخار عارف نے پاکستان کے متعدد سرکاری اداروں میں انتظامی سربراہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ اِن اداروں میں اکنامک کارپوریشن آرگنائزیشن، ادارہ فروغ قومی زبان (مقتدرہ قومی زبان)، اکادمی ادبیات پاکستان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، فاؤنڈیشن برائے پاکستانی اہلِ علم و قلم، اردو مرکز لندن شامل ہیں۔ افتخار عارف کی تخلیقات میں "مہر دو نیم"، "بارہواں کھلاڑی"، "باغِ گلِ سرخ"، "شہرِ علم کے دروازے پر"، "حرفِ باریاب"، "جہانِ معلوم"، "کتابِ دل و دنیا"، "فیض بہ نام افتخار عارف" (مرتبہ ڈاکٹر راشد حمید)، "کلامِ فیض بخطِ فیض"، اور "سخنِ افتخار" شامل ہیں۔ افتخار عارف کو اُن کی ہمہ جہت علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں متعدد ایوارڈز سے نوازا جا چکا ہے۔ جن میں نشانِ امتیاز، ہلالِ امتیاز، ستارۂ امتیاز، صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی، پاکستان رائٹرز گلڈ ایوارڈ، نقوش ایوارڈ شامل ہیں۔ ان ایوارڈز کے علاوہ قومی و بین الاقوامی سطح پہ کئی اداروں سے افتخار عارف نے علمی ادبی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈز حاصل کر کے ملک و قوم کا نام روشن کیا ہے۔ (تعارف: پروفیسر امجد اقبال)

۱۔ شاملِ نصاب نعت کو فہم کے ساتھ پڑھ کر مصنف/شاعر کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جواب دیں:

الف۔ افتخار عارف کی شاعری کی نمایاں خوبیاں مختصراً لکھیے۔ (افتخار عارف کے شاملِ نصاب تعارف کو پڑھ کر)

ب۔ افتخار عارف نے شاملِ نصاب نعت کس ہیئت میں لکھی ہے، وضاحت کریں۔

ج۔ "جو اُن کے جادۂ رحمت سے مُنحرِف ہو جائیں" کا مفہوم واضح کریں۔

د۔ اس نعت میں استعمال ہونے والے قافیہ ردیف کی نشان دہی کریں۔

و۔ "نظر میں طائف و مکہ رہیں تو اُن کے غلام جواب میں بھی ستم کے، ستم نہیں کرتے"
شاعر نے اس شعر میں کن واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے؟

۲۔ مشہور شاعر اقبال عظیم کی لکھی ہوئی درج ذیل نعت پڑھیں اور شاملِ نصاب نعتیہ اشعار کا موازنہ کرتے ہوئے اس انداز میں تبصرہ کریں کہ اس میں اصناف، موضوعات، پیش کش، ادبی محاسن، شاعر کا نقطہ نظر اور زبان و بیان کی نشان دہی ہو سکے:

جہاں روضۂ پاکِ خیرالوریٰ ہے، وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہاں میں کہاں یہ مدینے کی گلیاں، یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
محمد ﷺ کی عظمت کو کیا پوچھتے ہو کہ وہ صاحبِ قابَ قوسین ٹھہرے
بشر کی سرِ عرش مہماں نوازی، یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

جو عاصی کو دامن میں اپنے چھپا لے، جو دشمن کو بھی زخم کھا کے دعا دے
اُسے اور کیا نام دے گا زمانہ، وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
شفاعت قیامت کی تابع نہیں ہے، یہ چشمہ تو روزِ ازل سے ہے جاری
خطا کار بندوں پہ لطفِ مسلسل، شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
قیامت کا اک دن معین ہے لیکن، ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت
مدینے سے ہم جاں نثاروں کی دوری، قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تم اقبالؔ یہ نعت کہہ تو رہے ہو، مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو
کہاں تم کہاں مدحِ ممدوحِ یزداں، یہ جرأت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

۳۔ درج بالا نعت کو ملک کے معروف نعت خواں قاری وحید ظفر قاسمی نے خوش الحانی سے پڑھا بھی ہے۔ آپ عمدہ سامع کے طور پر پوری نعت (نظم)، الفاظ، جملوں، مصرعوں، شعروں، وغیرہ کے تلفظ، آہنگ، لحن، لے اور ادائی سے شعوری طور پر لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنی رائے دیں:

۴۔ پیر نصیر الدین نصیرؔ گولڑوی کی درج ذیل نعت کو پڑھیں اور اس تبصرہ کرتے ہوئے معلوماتی کتب، قاموس مترادفات، انٹرنیٹ، انسائیکلوپیڈیاز، وغیرہ سے حوالہ جاتی مواد تلاش کر کے برمحل استعمال کریں:

اب تنگیٔ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائل بہ عطا، اور بھی کچھ مانگ
ہیں وہ متوجہ تو دعا اور بھی کچھ مانگ
جو کچھ تجھے ملنا تھا، ملا، اور بھی کچھ مانگ
سرکار کا در ہے، درِ شاہاں تو نہیں ہے
جو مانگ لیا، مانگ لیا، اور بھی کچھ مانگ
اس در پہ یہ انجام ہُوا حسنِ طلب کا
جھولی مری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ
سلطانِ مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ
پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیرؔ آج
آواز پہ آواز لگا، اور بھی کچھ مانگ

۵۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا اظہار نعت کہلاتا ہے۔ اردو زبان و ادب میں نعت گوئی میں شعرا نے جہانِ فکر اور ذوقِ جمال کے خوب صورت امتزاج کے ساتھ ایسی نعت کہی ہے کہ فارسی نعت کی روایت بھی اس پہ نازاں ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؔ کی نعت گوئی بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اُن کی نعت میں عشق ایک ایسے جذبے کے طور پر دکھائی دیتا ہے جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ علامہ اقبالؔ کے دل میں عشقِ نبی ﷺ کی تڑپ موجود تھی اور اُن کی خواہش تھی کہ اسی تڑپ سے دوسروں کے دل بھی گرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور معرفتِ

عشقِ رسول ﷺ تلاش کی جا سکے۔ علامہ اقبال نے نبی کریم ﷺ کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کو اپنی شاعری میں پرویا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ امتِ مسلمہ کے تمام مسائل کا حل اسی میں ہے کہ یہ اپنا تعلق اس ذاتِ بابرکات ﷺ سے مضبوط کر لیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں عشقِ محمد ﷺ سے اجالا کر دے

حضور ﷺ سے عقیدت و محبت میں سرشاری علامہ اقبال کی نعت کا مرکزی دھارا ہے۔ اقبال یہ سمجھتے تھے کہ کائناتِ رنگ و بو کی تمام تر رعنائی، حسن و دل کشی آپ ﷺ کی مرہونِ منت ہے۔ گویا آپ ﷺ وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ علامہ اقبال کے افکار و خیالات سے روشنی حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کو نبی پاک ﷺ کی تعلیمات سے روشن کریں تاکہ زوال، محکومی، پستی کی اس موجودہ صورتِ حال سے نجات مل سکے۔

درج بالا اشارات اور ہدایات کے مطابق علامہ اقبال کی درج ذیل نعت (نادیدہ اقتباس) کی تفہیم / تنقید و تجزیہ / تبصرہ کریں:

لوح بھی تُو قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو، عشق، حضور و اضطراب

شعری اصناف:

قصیدہ:

قصیدہ عربی لفظ قصد سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معانی ارادہ کرنے کے ہیں۔ یعنی شاعر کسی خاص موضوع پر اظہارِ خیال کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کے دوسرے معانی مغز کے ہیں۔ ایسی نظم جس میں کسی بادشاہ وغیرہ کی تعریف کی جائے، قصیدہ کہلاتی ہے۔ قصیدے کا بنیادی مقصد اربابِ اقتدار کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا ہے یا محض اُن کی فرمائش پورا کرنے کے لیے قصیدہ لکھا جاتا ہے۔ اردو شاعری میں قصیدہ فارسی سے داخل ہوا۔ تشبیب، گریز، مدح، حسنِ طلب (مدعا) اور دعا کو قصیدے کے اجزا قرار دیا جاتا ہے۔

ملی نغمہ:

ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں وطن اور قوم کی محبت، جذبوں اور ولولوں کا ذکر ہو۔

مرثیہ:

عربی لفظ "رثا" سے ماخوذ ہے جس کے معانی کسی مردے کے لیے رونا اور اس کی خوبیاں، کمالات، کارنامے بیان کرنا ہیں۔ ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی عظیم شخصیت کی وفات یا کسی دردناک سانحے کا ذکر ہو۔ جیسے: واقعہ کربلا۔ مرثیہ کی صنف، فارسی سے اردو میں آئی۔ عام طور پر مرثیے کے درج ذیل اجزا بتائے جاتے ہیں۔ چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رَجز، جنگ/رزم، شہادت، بَین

مناجات:

ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں رقت انگیز لہجے میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی گئی ہو جیسے: اُس کی ذات سامنے ہو اور شاعر انتہائی ملتجی ہو۔

ہجو:

نظم یا شاعری کی صورت میں بُرا کہنا۔ ایسا کلام یا ایسی نظم (ہیئت کوئی بھی ہو سکتی ہے) جس میں کسی کی مخالفت میں اس کا مذاق اُڑایا جائے تضحیک آمیز طنز کیا جائے، اُسے ہجو کہتے ہیں۔

۱۔ حمد، نعت، ملی نغمے، مناجات، مرثیہ اور ہجو کا ایک ایک شعر لکھیں۔

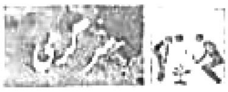

درج ذیل نظمیہ اشعار کو غور سے پڑھیں اور اصناف نظم (ملی/قومی نغمہ، مرثیہ، مناجات) کی شناخت کریں:

(۱)

اے عزت اور عظمت والے
اے! بے وارث گھروں کے وارث
بے بازو، بے پروں کے وارث
بے آسوں کی آس ہے تو ہی
جاگتے سوتے پاس ہے تو ہی
بس والے ہیں یا بے بس ہیں
تُو نہیں جن کا، وہ بے کس ہیں

(الطاف حسین حالی)

(۲)

تھا بس کہ، روزِ قتل شہِ آسماں جناب
نکلا تھا خوں ملے ہوئے، چہرے پہ آفتاب
تھی نہرِ علقمہ بھی، خجالت سے آب آب
روتا تھا، پھوٹ پھوٹ کے، دریا میں ہر حباب
پیاسی جو تھی، سپاہِ خدا، تین رات کی
ساحل سے، سر پٹکتی تھیں، موجیں فرات کی

(میر انیس)

(۳)

خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

(احمد ندیم قاسمی)

www.ilmkidunya.com